© rasailojaraid.com

ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب وتدوین: لطف الرحمٰن خان

سورۃ الانعام

آیات ۱ تا ۶

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ڛ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝١ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ
اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝٢ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا
تَكْسِبُوْنَ ۝٣ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝٤ فَقَدْ كَذَّبُوْا
بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۭ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰۗؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٥ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ
قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَاۗءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۠
وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝٦

م ک ن

مَكُنَ يَمْكُنُ (ک) مَكَانَةً: (۱) رتبہ والا ہونا' معزز ہونا۔ (۲) جما ہوا ہونا' با اختیار ہونا۔

مَكِيْنٌ (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت): (۱) رتبہ والا' معزز (۲) جما ہوا' مضبوط۔ ﴿اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝٥٤﴾ (یوسف) ''بے شک تُو آج سے ہمارے پاس امانت دار معزز ہے۔'' ﴿ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝١٣﴾ (المؤمنون) ''پھر ہم نے بنایا اس کو ایک نطفہ ایک مضبوط ٹھکانے میں۔''

اَمْكَنَ يُمْكِنُ (افعال) اِمْكَانًا: کسی کو کسی کے اختیار میں دینا' قابو میں دینا۔ ﴿فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ﴾ (الانفال: ۷۱) ''تو وہ لوگ خیانت کر چکے ہیں اللہ سے اس سے پہلے نتیجتاً اس نے تمہارے قابو میں دیا ان میں سے کچھ کو۔''

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مَكَّنَ يُمَكِّنُ (تفعیل) تَمْكِيْنًا : کسی کو اختیار دینا' جما دینا۔ ﴿وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ۭ﴾ (یوسف:٥٦) ''اور اس طرح ہم نے اختیار دیا یوسف کو زمین میں' وہ ٹھکانہ بناتا ہے اس میں جہاں بھی چاہے۔'' ﴿اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا﴾ (القصص:٥٧) ''تو کیا ہم نے نہیں جمایا ان کو امن والے حرم میں۔''

د ر ر

دَرَّ يَدُرُّ (ض) دَرًّا : اہلِ دنیا پر دنیا کی فراوانی ہونا۔

مِدْرَارٌ (مبالغہ) : بہت فراواں ہونے والا' لگاتار برسنے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

دَرَّ يَدَرُّ (س) دَرًّا : بیماری کے بعد چہرے پر رونق آ جانا' چمکدار ہونا۔

دُرِّيٌّ (اسم نسبت) : چمکنے والا' چمکدار۔ ﴿كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ﴾ (النور:٣٥) ''گویا کہ وہ ایک چمکدار ستارہ ہے۔''

ن ش ء

نَشَاَ يَنْشَاُ (ف) نَشْاً : کسی چیز کا نمایاں ہو کر سامنے آنا' اُگنا' اٹھنا۔

نَشْاَةٌ (اسم ذات) : نمو' اٹھان۔ ﴿ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ۭ﴾ (العنکبوت:٢٠) ''پھر اللہ اٹھائے گا آخری اٹھان۔''

نَاشِئَةٌ (اسم الفاعل) : اٹھنے والی' ﴿اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً﴾ (المزمل:٦) ''بے شک رات کی اٹھنے والی یعنی تہجد کی نماز' یہ زیادہ سخت ہے بلحاظ روندنے کے۔''

اَنْشَاَ يُنْشِئُ (افعال) اِنْشَاءً : (١) اٹھانا۔ آیت زیر مطالعہ (٢) اگانا (٣) بنانا۔ ﴿وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ﴾ (الانعام:١٤١) ''اور وہ ہے جس نے اگائے چھپر ڈالے ہوئے باغات۔'' ﴿وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ﴾ (المؤمنون:٧٨) ''اور وہ ہے جس نے بنایا تمہارے لیے سماعت اور بصارت اور دل۔''

مُنْشِئٌ (اسم الفاعل) : اُگانے والا۔ ﴿ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِــُٔوْنَ ۝﴾ (الواقعة) ''کیا تم لوگوں نے اگایا اس کے درخت کو یا ہم اُگانے والے ہیں؟''

مُنْشَئَةٌ (اسم المفعول) : اٹھائی ہوئی۔ ﴿وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ﴾ (الرحمٰن:٢٤) ''اور اسی کی ہیں اونچی کی ہوئی کشتیاں سمندر میں۔''

نَشَّاَ يُنَشِّئُ (تفعیل) تَنْشِيْئًا : پرورش کرنا' پالنا۔ ﴿اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ﴾ (الزخرف:١٨) ''تو کیا وہ' جو پرورش کیا گیا زیور میں۔''

ترکیب

''اَلْحَمْدُ'' پر لام جنس ہے۔ ''بِرَبِّهِمْ'' کو ''كَفَرُوْا'' کا مفعول بھی مانا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں ''يَعْدِلُوْنَ'' کا مفعول محذوف مانا جائے گا۔ ہماری ترجیح یہ ہے کہ ''كَفَرُوْا'' کا مفعول محذوف مانا جائے اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''بِرَبِّهِمْ'' کو ''یَعْدِلُوْنَ'' کا مفعول مانا جائے۔ ''وَمَا تَاْتِیْهِمْ'' میں ''تَاْتِیْ'' واحد مؤنث کا صیغہ ہے' اس کا فاعل ''اٰیَةٌ'' تھا جس پر ''مِنْ'' تبعیضیه لگنے کی وجہ سے ''اٰیَةٍ'' ہوا ہے۔ ''یَاْتِیْهِمْ'' کا فاعل ''اَنْبٰؤُا'' ہے اور یہ مضاف ہے' اس کا مضاف الیہ ''مَا'' ہے۔ ''قَرْنٍ'' نکرہ مخصوصہ ہے۔ ''قَرْنًا'' اسم الجمع ہے۔ اس لیے اس کی صفت ''اٰخَرِیْنَ'' جمع آئی ہے۔

ترجمہ:

اَلْحَمْدُ : تمام تعریف اور شکر
لِلّٰهِ الَّذِیْ : اُس اللہ کے لیے ہے جس نے
خَلَقَ : پیدا کیے
السَّمٰوٰتِ : آسمان
وَالْاَرْضَ : اور زمین
وَجَعَلَ : اور بنائے
الظُّلُمٰتِ : اندھیرے
وَالنُّوْرَ : اور نور
ثُمَّ : پھر (بھی)
الَّذِیْنَ : وہ لوگ جنہوں نے
کَفَرُوْا : کفر کیا
بِرَبِّهِمْ : اپنے رب کے
یَعْدِلُوْنَ : برابر کرتے ہیں
هُوَ : وہ
الَّذِیْ : وہ ہے جس نے
خَلَقَکُمْ : تم لوگوں کو پیدا کیا
مِّنْ طِیْنٍ : ایک گارے سے
ثُمَّ : پھر
قَضٰی : اس نے فیصلہ کیا
اَجَلًا : ایک مدت کا
وَاَجَلٌ مُّسَمًّی : اور کوئی معین وقت
عِنْدَهٗ : اس کے پاس ہے
ثُمَّ : پھر (بھی)
اَنْتُمْ : تم لوگ
تَمْتَرُوْنَ : شک کرتے ہو
وَهُوَ : اور وہی
اللّٰهُ : اِلٰہ ہے
فِی السَّمٰوٰتِ : آسمانوں میں
وَفِی الْاَرْضِ : اور زمین میں
یَعْلَمُ : وہ جانتا ہے
سِرَّکُمْ : تمہارے چھپانے کو
وَجَهْرَکُمْ : اور تمہارے نمایاں کرنے کو
وَیَعْلَمُ : اور وہ جانتا ہے
مَا : اس کو جو
تَکْسِبُوْنَ : تم لوگ کمائی کرتے ہو
وَمَا تَاْتِیْهِمْ : اور نہیں پہنچتی ان کے پاس
مِّنْ اٰیَةٍ : کسی قسم کی کوئی نشانی
مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ : ان کے رب کی نشانیوں میں سے
اِلَّا : مگر
کَانُوْا : وہ لوگ ہوتے ہیں
عَنْهَا : اس سے
مُعْرِضِیْنَ : اعراض کرنے والے
فَقَدْ کَذَّبُوْا : تو وہ لوگ جھٹلا چکے ہیں
بِالْحَقِّ : حق کو
لَمَّا : جب
جَآءَهُمْ : وہ آیا ان کے پاس

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فَسَوۡفَ : تو عنقریب | یَاۡتِیۡهِمۡ : پہنچیں گی ان کے پاس
اَنۡۢبٰٓؤُا مَا : اس کی خبریں | کَانُوۡا بِهٖ یَسۡتَهۡزِءُوۡنَ : جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے
اَ : کیا | لَمۡ یَرَوۡا : انہوں نے دیکھا ہی نہیں
کَمۡ اَهۡلَکۡنَا : ہم نے کتنی ہی ہلاک کیں | مِنۡ قَبۡلِهِمۡ : ان سے پہلے
مِّنۡ قَرۡنٍ : ایسی قوموں میں سے | مَّکَّنّٰهُمۡ : ہم نے اختیار دیا جن کو
فِی الۡاَرۡضِ : زمین میں | مَا : ایسا' جو
لَمۡ نُمَکِّنۡ : اختیار ہم نے نہیں دیا | لَّکُمۡ : تم لوگوں کو
وَاَرۡسَلۡنَا : اور ہم نے بھیجا | السَّمَآءَ : آسمان کو
عَلَیۡهِمۡ : ان پر | مِّدۡرَارًا : لگاتار برستے ہوئے
وَّجَعَلۡنَا : اور ہم نے بنائیں | الۡاَنۡهٰرَ : نہریں
تَجۡرِیۡ : وہ بہتی تھیں | مِنۡ تَحۡتِهِمۡ : ان کے نیچے
فَاَهۡلَکۡنٰهُمۡ : پھر ہم نے ہلاک کیا ان کو | بِذُنُوۡبِهِمۡ : ان کے گناہوں کے سبب
وَاَنۡشَاۡنَا : اور ہم نے اٹھائیں | مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ : ان کے بعد
قَرۡنًا اٰخَرِیۡنَ : کچھ دوسری قومیں

نوٹ ۱: یہ پوری سورہ مکہ میں بیک وقت نازل ہوئی تھی اور جس رات یہ نازل ہوئی اسی رات رسول اللہ ﷺ نے اسے قلمبند کرا دیا۔ اس کے مخاطب اول مشرکین عرب تھے جو یہ تسلیم کرتے تھے کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور اسی نے آفتاب و ماہتاب کو وجود بخشا ہے۔ ان میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہ تھا کہ یہ کام لات یا ہبل یا عزیٰ یا کسی اور دیوی یا دیوتا کا ہے۔ اس لیے ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا جا رہا ہے کہ جب تم خود اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہو تو پھر دوسرے کے سامنے کیوں سجدے کرتے ہو' دعائیں مانگتے ہو اور نذر و نیاز پیش کرتے ہو۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ ۲: زیر مطالعہ آیت ۵ میں عنقریب خبریں پہنچنے کی جو بات کی گئی ہے اس میں ہجرت اور ان کامیابیوں کی طرف اشارہ ہے جو ہجرت کے بعد پے در پے اسلام کو حاصل ہونے والی تھیں۔ جس وقت یہ اشارہ فرمایا گیا تھا اس وقت نہ کفار یہ گمان کر سکتے تھے کہ کس قسم کی خبریں انہیں پہنچنے والی ہیں اور نہ مسلمانوں کے ہی ذہن میں اس کا کوئی تصور تھا۔ (تفہیم القرآن)

آیات ۷ تا ۱۱

وَلَوۡ نَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ کِتٰبًا فِیۡ قِرۡطَاسٍ فَلَمَسُوۡهُ بِاَیۡدِیۡهِمۡ لَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مُّبِيْنٌ۝۷ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ۝۸ وَلَوْ
جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ۝۹ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ
فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ۝۱۰ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ۝۱۱

ق ر ط س

قَرْطَسَ يُقَرْطِسُ (رباعی) قِرْطَاسًا : نشانے پر پہنچنا۔

قِرْطَاسٌ (جمع قَرَاطِيْسُ) : اسم ذات ہے۔ ہر وہ چیز جس پر لکھا جائے۔ کاغذ' ورق۔ آیت زیر مطالعہ اور ﴿تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ﴾ (الانعام: ۹۱) ''تم لوگ بناتے ہو اس کے اوراق یعنی اوراق میں نقل کر رکھا ہے۔''

ح ی ق

حَاقَ يَحِيْقُ (ض) حَيْقًا : کسی چیز کو گھیرے میں لینا' چھا جانا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

''فَلَمَسُوْهُ'' کی ضمیر مفعولی کو ''كِتَابًا'' کے لیے مانیں یا ''قِرْطَاسٍ'' کے لیے' مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ''وَلَوْ جَعَلْنٰهُ'' کی ضمیر مفعولی ''رَسُوْلًا'' کے لیے ہے جو ''عَلَيْكَ'' کے حوالے سے ہے۔ ''مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ'' یہ پورا جملہ ''فحاق'' کا فاعل ہے جبکہ ''بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ'' اس کا مفعول ہے۔ ''مِنْهُمْ'' کی ضمیر ''بِرُسُلٍ'' کے لیے ہے۔ ''عَاقِبَةُ'' مؤنث غیر حقیقی ہے اس لیے ''كَانَتْ'' کے بجائے ''كَانَ'' بھی جائز ہے۔

ترجمہ:

وَلَوْ : اور اگر	نَزَّلْنَا : ہم اتارتے
عَلَيْكَ : آپؐ پر	كِتٰبًا : کوئی کتاب
فِيْ قِرْطَاسٍ : کسی ورق میں (لکھی ہوئی)	فَلَمَسُوْهُ : پھر وہ چھوتے اس کو
بِاَيْدِيْهِمْ : اپنے ہاتھوں سے	لَقَالَ : تو ضرور کہتے
الَّذِيْنَ : وہ لوگ جنہوں نے	كَفَرُوْٓا : کفر کیا
اِنْ : نہیں ہے	هٰذَآ : یہ
اِلَّآ : مگر	سِحْرٌ مُّبِيْنٌ : ایک کھلا جادو
وَقَالُوْا : اور انہوں نے کہا	لَوْلَآ : کیوں نہیں
اُنْزِلَ : اتارا گیا	عَلَيْهِ : انؐ پر
مَلَكٌ : کوئی فرشتہ	وَلَوْ : اور اگر
اَنْزَلْنَا : ہم اتارتے	مَلَكًا : کوئی فرشتہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لَّقُضِیَ : تو فیصلہ کر دیا جاتا	الْاَمْرُ : تمام کاموں کا
ثُمَّ : پھر	لَا یُنۡظَرُوۡنَ : وہ لوگ مہلت نہ دیے جاتے
وَلَوۡ : اور اگر	جَعَلۡنٰہُ : ہم بناتے اس (رسول) کو
مَلَکًا : ایک فرشتہ	لَّجَعَلۡنٰہُ : تو ہم بناتے اس کو
رَجُلًا : ایک مرد	وَّلَلَبَسۡنَا : اور ہم ضرور مشتبہ کرتے
عَلَیۡھِمۡ : ان پر	مَّا : اس کو جو
یَلۡبِسُوۡنَ : یہ لوگ شک کرتے ہیں	وَلَقَدِ اسۡتُھۡزِئَ : اور بے شک مذاق اڑایا گیا ہے
بِرُسُلٍ : رسولوں کا	مِّنۡ قَبۡلِكَ : آپؐ سے پہلے
فَحَاقَ : تو گھیرے میں لے لیا	بِالَّذِیۡنَ : ان کو جنہوں نے
سَخِرُوۡا : تمسخر کیا	مِنۡھُمۡ : ان سے
مَّا : اس نے	كَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَھۡزِءُ وۡنَ : جو یہ لوگ مذاق اڑایا کرتے تھے
قُلۡ : آپؐ کہہ دیجیے	سِیۡرُوۡا : تم لوگ چلو پھرو
فِی الۡاَرۡضِ : زمین میں	ثُمَّ انۡظُرُوۡا : پھر دیکھو
کَیۡفَ : کیسا	كَانَ : تھا

عَاقِبَةُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ : جھٹلانے والوں کا انجام

نوٹ۱: علم الیقین کی اہمیت پر البقرۃ' آیت ۵۵ کے نوٹ ۳ میں اور آیت ۱۱۸ کے نوٹ ۳ میں بات ہو چکی ہے۔ ہمارا مشورہ ہے کہ پہلے آپ ان کو پڑھ لیں' اس کے بعد مندرجہ ذیل نوٹ پڑھیں جو ہم تفہیم القرآن سے نقل کر رہے ہیں۔ زیر مطالعہ آیت ۸ میں فرمایا کہ اگر ہم کوئی فرشتہ اتارتے پھر سارے معاملے کا فیصلہ کر دیا جاتا اور ان کو پھر کوئی مہلت نہ دی جاتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان لانے اور اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کر لینے کے لیے جو مہلت تمہیں ملی ہوئی ہے یہ اس وقت تک ہے جب تک حقیقت پردۂ غیب میں پوشیدہ ہے۔ ورنہ جہاں غیب کا پردہ چاک ہوا' پھر مہلت کا کوئی موقع باقی نہ رہے گا' کیونکہ اس کے بعد تو صرف حساب ہی لینا باقی رہ جائے گا۔ دنیا کی زندگی ایک امتحان کا زمانہ ہے اور امتحان اس بات کا ہے کہ تم حقیقت کو دیکھے بغیر' عقل وفکر کے صحیح استعمال سے' اس کا ادراک کرتے ہو یا نہیں۔ اور ادراک کرنے کے بعد اپنے نفس اور اس کی خواہشات کو قابو میں لا کر اپنے عمل کو حقیقت کے مطابق درست رکھتے ہو یا نہیں۔ اس امتحان کے لیے غیب کا غیب رہنا شرط لازم ہے اور دنیوی زندگی' جو دراصل مہلتِ امتحان ہے' اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہے جب تک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غیب غیب ہے ۔ جہاں غیب شہادت میں تبدیل ہوا‘ یہ مہلت لازماً ختم ہو جائے گی اور امتحان کے بجائے نتیجۂ امتحان نکلنے کا وقت آ پہنچے گا۔

آیات ۱۲ تا ۱۸

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۲ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ
وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۱۳ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ
يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۴
قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۱۵ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ
رَحِمَهٗ ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝۱۶ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۭ وَاِنْ
يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۷ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝۱۸

ف ط ر

فَطَرَ یَفْطِرُ (ض) وَفَطَرَ یَفْطُرُ (ن) فَطْرًا : کسی چیز کو پھاڑ کر کسی چیز کو نکالنا۔ (۱) پھاڑنا (۲) وجود میں لانا۔ ﴿فَسَیَقُوْلُوْنَ مَنْ یُّعِیْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِیْ فَطَرَکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ۚ﴾ (بنی اسراء یل: ۵۱) ’’پھر وہ لوگ کہیں گے کون دوبارہ لائے گا ہم کو؟ آپ کہہ دیجیے وہ جس نے وجود بخشا تم لوگوں کو پہلی مرتبہ۔‘‘

فِطْرَۃٌ (اسم ذات) : کسی وجود کو دی ہوئی طبعی استعداد۔ ﴿فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا ؕ﴾ (الروم: ۳۰) ’’اللہ کی بخشی ہوئی وہ طبعی استعداد‘ اس نے وجود بخشا لوگوں کو جس پر۔‘‘

فَاطِرٌ (اسم الفاعل) : وجود میں لانے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

فَطْرٌ ج فُطُوْرٌ (اسم ذات بھی ہے) : پھٹن‘ شگاف۔ ﴿ھَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳﴾ (الملک) ’’کیا تو نے دیکھے کسی قسم کے کوئی شگاف؟‘‘

تَفَطَّرَ یَتَفَطَّرُ (تفعیل) تَفَطُّرًا : بتکلف پھٹنا یعنی پھٹ پڑنا۔ ﴿تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْہُ﴾ (مریم: ۹۰) ’’قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اس سے۔‘‘

اِنْفَطَرَ یَنْفَطِرُ (انفعال) اِنْفِطَارًا : پھٹنا۔ ﴿اِذَا السَّمَاۗءُ انْفَطَرَتْ ۝۱﴾ (الانفطار) ’’جب آسمان پھٹے گا۔‘‘

مُنْفَطِرٌ (اسم الفاعل) : پھٹنے والا۔ ﴿اَلسَّمَاۗءُ مُنْفَطِرٌۢ بِہٖ ؕ﴾ (المزمل: ۱۸) ’’آسمان پھٹنے والا ہے اس سے۔‘‘

ک ش ف

کَشَفَ یَکْشِفُ (ض) کَشْفًا : (۱) کسی چیز سے پردہ اٹھانا (۲) کھولنا۔ (۳) ہٹانا‘ دور کرنا۔ ﴿فَلَمَّا رَاَتْہُ حَسِبَتْہُ لُجَّۃً وَّکَشَفَتْ عَنْ سَاقَیْھَا ؕ﴾ (النمل: ۴۴) ’’پھر جب اس نے دیکھا اس کو تو اس نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گمان کیا اس کو گہرا پانی اور اس نے پردہ اٹھایا اپنی دونوں پنڈلیوں سے۔" ﴿لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَ كَ﴾ (ق:۲۲) "بے شک تُو غفلت میں تھا اس سے تو ہم نے کھول دیا تجھ سے تیرے سرپوش کو۔" ﴿فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ﴾ (الزخرف:۵۰) "پھر جب ہم نے ہٹادیا ان سے عذاب کو۔"

اِكْشِفْ (فعل امر): تُو کھول' تُو ہٹا۔ ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ﴾ (الدخان:۱۲) "اے ہمارے رب تو دور کر ہم سے اس عذاب کو۔"

كَاشِفٌ (اسم الفاعل): کھولنے والا' ہٹانے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ق ہ ر

قَهَرَ يَقْهَرُ (ف) قَهْرًا: کسی پر غلبہ پا کر اسے ذلیل کرنا۔ (۱) غالب ہونا۔ (۲) ذلیل کرنا۔ ﴿فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝۹﴾ (الضحی) "پس جو یتیم ہو تو' تُو ذلیل مت کر۔"

قَاهِرٌ (فَاعِلٌ کے وزن پر صفت): غالب ہونے والا یعنی غالب۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

قَهَّارٌ (فَعَّالٌ کے وزن پر صفت): بہت زیادہ غالب یعنی زبردست ﴿وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۱۶﴾ (الرعد) "اور وہ یکتا ہے' زبردست ہے۔"

ترکیب

"غَيْرَ اللّٰهِ" میں "غَيْرَ" کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ "اَتَّخِذُ" کا مفعول اوّل ہے' "وَلِيًّا" مفعول ثانی ہے۔ "فَاطِرِ" کی جر بتا رہی ہے کہ یہ "اللّٰهِ" کا بدل ہے اور مضاف ہے' جبکہ "اَلسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" اس کا مضاف الیہ ہے۔ "اَوَّلَ" بھی مضاف ہے اور "مَنْ" مضاف الیہ ہے۔ "اَخَافُ" کا مفعول "عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ" ہے اور یہ جملہ جوابِ شرط ہے "اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ" کا۔ "عَنْهُ" کی ضمیر "عَذَابَ" کے لیے ہے۔ "رَحِمَهٗ" میں ضمیر فاعلی "هُوَ" ہے جو اللہ کے لیے ہے اور ضمیر مفعولی "مَنْ" کے لیے ہے۔

ترجمہ:

قُلْ: آپؐ کہیے	لِّمَنْ: کس کا ہے
مَّا: وہ جو	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ: زمین اور آسمانوں میں ہے
قُلْ: آپؐ کہیے	لِّلّٰهِ: اللہ کا ہے
كَتَبَ: اُس نے لکھا	عَلٰى نَفْسِهِ: اپنے آپ پر
الرَّحْمَةَ: رحمت کو	لَيَجْمَعَنَّكُمْ: وہ لازماً جمع کرے گا تم لوگوں کو
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ: قیامت کے دن کی طرف	لَا رَيْبَ: کوئی بھی شک نہیں ہے
فِيْهِ: جس میں	اَلَّذِيْنَ: جنہوں نے
خَسِرُوْٓا: گھاٹے میں ڈالا	اَنْفُسَهُمْ: اپنے نفس کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فَهُمْ : تو وہ لوگ
لَا يُؤْمِنُوْنَ : ایمان نہیں لاتے ہیں
وَلَهٗ : اور اُسی کا ہے
مَا : وہ جو
سَكَنَ : ٹھہرا
فِي الَّيْلِ : رات میں
وَالنَّهَارِ : اور دن میں
وَهُوَ : اور وہ
السَّمِيْعُ : ہر حال میں سننے والا ہے
الْعَلِيْمُ : ہر حال میں جاننے والا ہے
قُلْ : آپؐ کہیے
اَ : کیا
غَيْرَ اللّٰهِ : اللہ کے علاوہ (کسی) کو
اَتَّخِذُ : میں بناؤں
وَلِيًّا : کارساز
فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ : جو زمین اور آسمانوں کو وجود بخشنے والا ہے
وَهُوَ : اور وہ
يُطْعِمُ : کھلاتا ہے
وَلَا يُطْعَمُ : اور اس کو کھلایا نہیں جاتا
قُلْ : آپؐ کہیے
اِنِّيْٓ : کہ
اُمِرْتُ : مجھ کو حکم دیا گیا
اَنْ : کہ
اَكُوْنَ : میں ہو جاؤں
اَوَّلَ مَنْ : اس کا پہلا جو
اَسْلَمَ : فرمانبردار ہوا
وَ : اور (یہ کہ)
لَا تَكُوْنَنَّ : تم ہرگز مت ہونا
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ : شرک کرنے والوں میں سے
قُلْ : آپؐ کہیے
اِنِّيْٓ : کہ
اَخَافُ : میں ڈرتا ہوں
اِنْ : اگر
عَصَيْتُ : میں نافرمانی کروں
رَبِّيْ : اپنے رب کی
عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ : ایک عظیم دن کے عذاب سے
مَنْ : جو
يُّصْرَفْ : ہٹالیا گیا
عَنْهُ : اس سے
يَوْمَئِذٍ : اس دن
فَقَدْ رَحِمَهٗ : تو اس نے رحم کیا ہے اس پر
وَذٰلِكَ : اور یہ
الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ : کھلی کامیابی ہے
وَاِنْ : اور اگر
يَّمْسَسْكَ : چھوئے تجھ کو
اللّٰهُ : اللہ
بِضُرٍّ : کسی تکلیف سے
فَلَا كَاشِفَ : تو کوئی بھی دور کرنے والا نہیں ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لَہٗٓ :اس کو	اِلَّآ :مگر
ھُوَ :وہی	وَاِنْ :اور اگر
یَّمْسَسْكَ :وہ چھوئے تجھ کو	بِخَیْرٍ :کسی بھلائی سے
فَھُوَ :تو وہ	عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ :ہر چیز پر
قَدِیْرٌ :قدرت رکھنے والا ہے	وَھُوَ :اور وہ
الْقَاھِرُ :غالب ہے	فَوْقَ عِبَادِہٖ :اپنے بندوں پر
وَھُوَ :اور وہ	الْحَکِیْمُ :حکمت والا ہے
الْخَبِیْرُ :باخبر ہے	

نوٹ ۱: زیرِمطالعہ آیت ۱۷ میں اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر نفع اور نقصان کا مالک درحقیقت صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ظاہر میں جو کسی کو کسی کے ہاتھ سے نفع یا نقصان پہنچتا نظر آتا ہے وہ صرف ایک ظاہری صورت ہے اور حقیقت کے سامنے ایک نقاب ہے‘ حقیقت یہی ہے کہ اللہ جو دے دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو روک لے تو کوئی دے نہیں سکتا (فاطر:۲) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم کوئی سوال کرو تو صرف اللہ سے سوال کرو اور مدد مانگنی ہو تو صرف اللہ سے مدد مانگو۔ اتنی واضح تعلیمات کے باوجود لوگ اس معاملہ میں بھٹکتے ہیں۔ سارے خدائی اختیارات مخلوقات میں بانٹ دیے ہیں اور مصیبت کے وقت اللہ کے بجائے مختلف ناموں کی دہائی دیتے ہیں اور انہی سے مدد مانگتے ہیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ ۲: مادہ ’’ف ط ر‘‘ کی لغت میں لفظ فطرۃ کی وضاحت میں ہم نے سورۃ الروم کی آیت ۳۰ کا حوالہ دیا ہے اور فِطْرَتَ اللّٰہِ کا ترجمہ ’’اللہ کی فطرت‘‘ کے بجائے ’’اللہ کی بخشی ہوئی فطرت‘‘ کیا ہے۔ یہ ہمارے بزرگوں کے ترجمے کے مطابق ہے‘ صرف الفاظ کے انتخاب کا فرق ہے۔ مثلاً مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ ہے ’’اللہ کی دی ہوئی قابلیت‘‘۔ مولانا احمد رضا خان کا ترجمہ ہے ’’اللہ کی ڈالی ہوئی بنا‘‘۔ جبکہ حضرت شیخ الہند اور مفتی محمد شفیع کا ترجمہ ہے ’’تراش اللہ کی‘‘۔

مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے اکثر تعلیم یافتہ لوگوں میں یہ عقیدہ اللہ جانے کہاں سے پھیل گیا ہے کہ اللہ نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے (نعوذ باللہ من ذالک)۔ ایسے لوگوں کو شک ہے اور بعض کو تو یقین ہے‘ کہ اس آیت کے ترجمے میں ہمارے بزرگوں نے اپنی رائے کی رعایت کی ہے‘ جو کہ آیت کا حقیقی مفہوم نہیں ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ فِطْرَتَ اللّٰہِ مرکب اضافی ہے اور اس کا صحیح ترجمہ ہے ’’اللہ کی فطرت‘‘۔ اس لیے آیت کا مطلب ہے ’’اللہ کی فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا‘‘۔ اس دلیل میں جو غلطی ہے اس کی وضاحت ضروری ہے۔ اصولاً یہ وضاحت ہمیں سورۃ الروم میں کرنی چاہیے تھی‘ لیکن صورتحال یہ ہے کہ ان اسباق کو مرتب کرنے کا کام ۲۸ اگست ۱۹۹۸ء کو شروع کیا تھا اور آج ۲۵ فروری ۲۰۰۳ء کو ہم سورۃ الانعام کے آغاز میں ہیں۔ اللہ جانے سورۃ الروم تک پہنچنا نصیب ہوگا یا نہیں۔ اس لیے یہ قرض یہیں چکا دیا جائے تو بہتر ہے۔ بات ذرا تلخ ہے‘ لیکن بات یہی ہے کہ فَعَلَ ۔ فَعَلَا ۔ فَعَلُوْا سے فَعَلْنَا تک چودہ صیغے پڑھ لینے سے ہمارے چودہ طبق تو روشن ہو جاتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں‘ لیکن اس چکا چوند کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اب ہم اپنے بزرگوں سے زیادہ قابل ہو گئے ہیں اور اب ہم قرآن کو ان سے زیادہ سمجھنے لگے ہیں۔ آسان عربی گرامر‘ حصہ سوم کے آخری باب ’’سبق الاسباق‘‘ میں اسی خطرے کی نشان دہی کی جا چکی ہے۔ طلبہ کو چاہیے کہ کبھی کبھی وہ اس کا مطالعہ کرتے رہیں۔

مذکورہ دلیل میں بنیادی غلطی یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے مرکب اضافی کا صحیح ترجمہ کرنا تو سیکھ لیا ہے لیکن مرکب اضافی کا صحیح مفہوم ابھی تک ان کے ذہن میں اجاگر نہیں ہوا ہے۔ ہم کہتے ہیں زید کا قلم‘ زید کی کتاب۔ یہ مرکب اضافی تو ہے‘ لیکن مرکب اضافی کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ قلم اور کتاب زید کی ذات کا جز ہیں‘ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ قلم اور کتاب کو زید کی ذات کے ساتھ ایک نسبت ہے اور ان مرکبات میں ملکیت کی نسبت کا مفہوم ہے۔ زید کا بھائی‘ زید کی بہن‘ ان مرکبات اضافی میں رشتوں کی نسبت کا مفہوم ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں ہے۔ ﴿اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ ط﴾ (مریم: ۳۰) ’’بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں‘‘ ﴿وَاَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ ط﴾ (الزمر: ۱۰) ’’اور اللہ کی زمین وسیع ہے‘‘۔ ﴿اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَۃٌ﴾ (العنکبوت: ۵۶) ’’بیشک میری زمین وسیع ہے‘‘۔ ﴿وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ﴾ (الحجر: ۲۹) ’’اور میں پھونک دوں اس میں اپنی روح میں سے‘‘۔ ان میں بندہ‘ زمین یا روح‘ کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کی ذات کا جز نہیں ہے۔ ان مرکبات اضافی کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے ایک نسبت ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ چیزیں اس کی تخلیق کردہ ہیں‘ اس لیے اس کی ملکیت ہیں۔ اسی طرح اس کائنات کی ہر چیز کا وجود اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے اور ہر وجود کی فطرت اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی ہے۔ اس لیے ان سب کو اللہ تعالیٰ سے ایک نسبت ہے‘ تخلیق ہونے کی اور ملکیت ہونے کی۔ کوئی بھی چیز اس کی ذات کا جز نہیں ہے۔ ﴿لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ج﴾ (الشوریٰ: ۱۱) ’’اس کے جیسی کوئی بھی چیز نہیں ہے۔‘‘

دوسری بات یہ ہے کہ جو لوگ اپنے عقیدے کی تصدیق کے لیے اس آیت کا حوالہ دیتے ہیں انھیں نوٹ کرنا چاہیے کہ یہ آیت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس کو پوری آیت میں رکھ کر اگر غور کریں گے تو انہیں سوچنا پڑے گا کہ لفظ فطرتُ اللّٰہ (حالتِ رفع) کے بجائے فطرتَ اللّٰہ (حالتِ نصب میں) کیوں ہے۔ اس کی وجہ سمجھنے کے بعد یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ آیت کا وہ مطلب نہیں ہے جس کے وہ مدعی ہیں اور ہمارے بزرگوں نے ترجمہ میں اپنے عقیدے کی رعایت نہیں کی ہے بلکہ ’’پڑھے کم‘ بولے زیادہ‘‘ قسم کے لوگوں کی رعایت کی ہے تاکہ ان کا عقیدہ قرآن کے مطابق رہے۔ اس حوالے سے اب یہ موتی گرہ میں باندھ لیں کہ قرآن مجید پر غور و فکر کرتے ہوئے بزرگوں کی کوئی بات اگر سمجھ میں نہ آئے تو اس کا صرف ایک مطلب ہے کہ ہماری اپنی سوجھ بوجھ ابھی خام ہے۔ البتہ بزرگوں کی عقیدت و محبت سے اس کو اگر ہم ذرا نم کر لیں تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے۔

آیات ۱۹ تا ۲۴

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَھَادَۃً ط قُلِ اللّٰہُ قف شَھِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ قف وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ط اَئِنَّکُمْ لَتَشْھَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰہِ اٰلِھَۃً اُخْرٰی ط قُلْ لَّآ اَشْھَدُ ج قُلْ اِنَّمَا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ
اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ
كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ
اَشْرَكُوْٓا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا
مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

وضاحت

اب آیات میں نئے الفاظ کی تعداد کم ہوگئی ہے' اس لیے ان کے نمبروں کا حوالہ دے کر نئے لفظ کی لغت دی جائے گی' اگر کوئی نیا لفظ ہوا تو۔ اسی طرح اگر ضروری ہوا تو ترکیب کی وضاحت کی جائے گی' ورنہ براہِ راست ترجمہ دے کر نوٹس دیے جائیں گے۔

ترکیب

مرکب اضافی ''اَیُّ شَیْءٍ'' مبتدا' ''اَکْبَرُ'' خبر اور ''شَھَادَۃً'' تمیز ہے۔ ''شَہِیْدٌ'' کو ''اللّٰہ'' کی خبر بھی مانا جاسکتا ہے۔ ایسی صورت میں ''اَیُّ شَیْءٍ'' کا جواب محذوف مانا جائے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ''قُلِ اللّٰہُ'' کو ''اَیُّ شَیْءٍ'' کا جواب مانا جائے اور ''شَہِیْدٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ'' کو الگ جملہ مانا جائے۔ ایسی صورت میں ''شَہِیْدٌ'' کا مبتدا ''ھُوَ'' محذوف مانا جائے گا۔ ترجمے میں ہم دوسری صورت کو ترجیح دیں گے۔ ''وَمَنْ بَلَغَ'' میں ''مَنْ'' گزشتہ ''لِاُنْذِرَ'' کا بھی مفعول ہے اور ''بَلَغَ'' کا بھی' اور ''بَلَغَ'' کی ضمیر فاعلی ''ھٰذَا الْقُرْاٰنُ'' کے لیے ہے۔ ''اَنَّ'' کا اسم ''اٰلِھَۃً اُخْرٰی'' ہے' اس کی خبر محذوف ہے اور ''مَعَ اللّٰہِ'' قائم مقام خبر مقدم ہے۔ آیت ''یَعْرِفُوْنَہٗ'' میں شامل ضمیر فاعلی ھُمْ ''اَلَّذِیْنَ'' کے لیے ہے جب کہ اس کی ضمیر مفعولی کو ''ھٰذَا الْقُرْاٰنُ'' کے لیے بھی مانا جاسکتا ہے اور ''قُلْ'' کے مخاطب رسول اللہ ﷺ کے لیے بھی۔ مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا' کیونکہ ایک کی پہچان سے دوسرے کی پہچان لازمی ہے۔ (آیت ۲۲) ''اِنَّہٗ'' میں ضمیر ''الشان'' ہے۔ (وضاحت کے لیے دیکھئے البقرۃ: ۸۵۔ نوٹ ۱)

ترجمہ:

قُلْ : آپؐ کہیے	اَیُّ شَیْءٍ : کون سی چیز
اَکْبَرُ : سب سے بڑی ہے	شَھَادَۃً : بطور گواہی کے
قُلِ : آپؐ کہیے	اللّٰہُ : (کہ) اللہ
شَہِیْدٌ : (وہ) گواہ ہے	بَیْنِیْ : میرے درمیان
وَبَیْنَکُمْ : اور تمہارے درمیان	وَاُوْحِیَ : اور وحی کیا گیا
اِلَیَّ : میری طرف	ھٰذَا الْقُرْاٰنُ : اس قرآن کو
لِاُنْذِرَکُمْ : تاکہ میں وارننگ دوں تم لوگوں کو	بِہٖ : اس سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَمَنْ : اور اُس کو جس کو
اَئِنَّکُمْ : کیا واقعی تم لوگ
اَنَّ : کہ
اٰلِھَۃً اُخْرٰی : کچھ دوسرے الٰہ (بھی) ہیں
لَّآ اَشْھَدُ : میں گواہی نہیں دیتا
اِنَّمَا : کچھ نہیں سوائے اس کے کہ
اِلٰہٌ وَّاحِدٌ : واحد الٰہ ہے
بَرِیْٓءٌ : بری ہوں
تُشْرِکُوْنَ : تم لوگ شرک کرتے ہو
اٰتَیْنٰھُمُ : ہم نے دی جن کو
یَعْرِفُوْنَہٗ : وہ پہچانتے ہیں اس کو
یَعْرِفُوْنَ : وہ پہچانتے ہیں
اَلَّذِیْنَ : وہ لوگ جنہوں نے
اَنْفُسَھُمْ : اپنے نفوس کو
لَا یُؤْمِنُوْنَ : ایمان نہیں لاتے
اَظْلَمُ : زیادہ ظالم ہے
افْتَرٰی : گھڑا
کَذِبًا : ایک جھوٹ
کَذَّبَ : جس نے جھٹلایا
اِنَّہٗ : بیشک حقیقت یہی ہے کہ
الظّٰلِمُوْنَ : ظلم کرنے والے
نَحْشُرُھُمْ : ہم جمع کریں گے ان کو
ثُمَّ : پھر
لِلَّذِیْنَ : ان سے جنہوں نے
اَیْنَ : کہاں ہیں
کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ : تم لوگ زعم کیا کرتے تھے
لَمْ تَکُنْ : نہیں ہوگی

بَلَغَ : وہ پہنچے
لَتَشْھَدُوْنَ : سچ مچ گواہی دیتے ہو
مَعَ اللّٰہِ : اللہ کے ساتھ
قُلْ : آپ ؐ کہیے
قُلْ : آپ ؐ کہیے
ھُوَ : وہ
وَّاِنَّنِیْ : اور یہ کہ میں
مِّمَّا : اس سے جو
اَلَّذِیْنَ : وہ لوگ
الْکِتٰبَ : کتاب
کَمَا : جیسا کہ
اَبْنَآءَھُمْ : اپنے بیٹوں کو
خَسِرُوْٓا : گھاٹے میں ڈالا
فَھُمْ : تو وہ لوگ
وَمَنْ : اور کون
مِمَّنِ : اس سے جس نے
عَلَی اللّٰہِ : اللہ پر
اَوْ : یا
بِاٰیٰتِہٖ : اُس کی نشانیوں کو
لَا یُفْلِحُ : مراد نہیں پاتے
وَیَوْمَ : اور اس دن
جَمِیْعًا : سب کے سب کو
نَقُوْلُ : ہم کہیں گے
اَشْرَکُوْٓا : شرک کیا
شُرَکَآؤُکُمُ الَّذِیْنَ : تمہارے وہ شریک (کیے ہوئے) لوگ جن کا
ثُمَّ : پھر
فِتْنَتُھُمْ : ان کی گمراہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اِلَّآ : مگر
اَنْ : (یہ) کہ
قَالُوْا : وہ کہیں گے
وَاللّٰہِ : اللہ کی قسم
رَبِّنَا : جو ہمارا رب ہے
مَا کُنَّا : ہم نہیں تھے
مُشْرِکِیْنَ : شرک کرنے والے
اُنْظُرْ : دیکھو
کَیْفَ : کیسا
کَذَبُوْا : انہوں نے جھوٹ بولا
عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ : اپنے آپ پر
وَضَلَّ : اور گمراہ ہوا (یعنی گم ہوا)
عَنْھُمْ : ان سے
مَّا : وہ جو
کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ : وہ لوگ گھڑا کرتے تھے

نوٹ۱: زیر مطالعہ آیت ۱۹ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ قرآن مجید اس لیے وحی کیا گیا کہ آپؐ اس کے ذریعہ ان لوگوں کو بھی خبردار کریں جنھوں نے آپؐ سے ملاقات کی اور ان کو بھی خبردار کریں جنھوں نے ملاقات نہیں کی‘ لیکن قرآن ان تک پہنچ گیا۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ آخری پیغمبر ہیں اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ قیامت تک اس کی تعلیم اور تلاوت باقی رہے گی اور لوگوں پر اس کا اتباع لازم رہے گا۔ (معارف القرآن) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس تک میرا قرآن پہنچا تو گویا میں نے خود اسے تبلیغ کر دی۔ (ابن کثیر) اس پس منظر میں رسول اللہ ﷺ کے اس حکم کی گہرائی اور گیرائی کو سمجھنے کی کوشش کریں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ میری طرف سے پہنچاؤ خواہ ایک ہی آیت ہو۔

نوٹ۲: زیر مطالعہ آیت ۲۳ میں کچھ لوگوں کا ذکر ہے جو قسم کھائیں گے کہ ہم شرک نہیں کرتے تھے۔ ان کے لیے تفسیر بحرِ محیط اور مظہری میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو کھلے طور پر کسی کو خدا نہیں کہتے تھے مگر ان کا عمل یہ تھا کہ خدائی کے اختیارات مخلوق کو بانٹ رکھے تھے‘ انہی سے روزی‘ صحت‘ اولاد اور ساری مرادیں مانگا کرتے تھے اور انہی کے نام کی نذر و نیاز کرتے تھے اور اپنے آپ کو مشرک نہ سمجھتے تھے‘ اس لیے میدانِ حشر میں بھی قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم مشرک نہ تھے۔ (معارف القرآن) ۞۞۞

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ
یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ
وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ

© rasailojaraid.com